اللہ تعالیٰ ہر چیز کی طاقتوں کو بتدریج بڑھاتا اور معراج تک لے جاتا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ رمئی ۱۹۷۹ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

ہمارا رب، رب العالمین ہے، جو چیز بھی اس نے پیدا کی، اس کی وہ ربوبیت کرتا ہے اور بتدریج اس کی طاقتوں کو بڑھاتا ہے اور اس کے معراج تک اسے لے جاتا ہے۔

اور اس کی صفتِ رحمانیت کا تعلق اس کی ہر مخلوق سے ہے رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (الاعراف: ۱۵۷) کہا گیا ہے۔ اس کی رحمانیت کے جلوے ہر مخلوق پر ظاہر ہوتے ہیں۔ ان کو وہ سہارا دیتے ہیں اور ان کے اندر وہ صفات پیدا کرتے ہیں جو وہ پیدا کرنا چاہتا ہے۔

حضرت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر اتم ہیں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی عالمین کی ربوبیت کی صفت کا جلوہ نظر آتا ہے اور آپ رحمۃ للعالمین بھی ہیں۔ آپ کی رحمت کی وسعت عالمین پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس کا ایک حصہ وہ ہے جس کا تعلق انسان اور غیر انسان ہر دو سے ہے۔ ہمارے محبوب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن اس رحمت کا ایک تعلق جو ہے وہ صرف انسان سے ہے اور چونکہ آپ کی بعثت کے وقت نوعِ انسانی کی طاقتیں اور استعدادیں بتدریج ارتقائی مدارج میں گزرنے کے بعد اپنے عروج کو پہنچ چکی تھیں۔ اس لئے آپ ایک کامل اور مکمل شریعت لے کر آئے۔ پہلوں نے بھی آپ ہی کی رحمت سے حصہ لیا اور آپ ہی کی تعلیم کا ایک حصہ ان کو دیا گیا اور اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ

الْكِتٰبِ (ال عمران:۲۴) کا اعلان ہوا ہے قرآن کریم میں۔ لیکن آپ کی بعثت کے ساتھ شریعت کے مخاطب کی شکل بدل گئی۔ آپ سے قبل آپ ہی سے فیض پا کر انبیاء جو تعلیمیں دنیا کی طرف لائے وہ مختص الزمان بھی تھیں مختص المکان بھی تھیں اور مختص القوم بھی تھیں۔ وہ ہمیشہ کے لئے نہیں تھیں وہ ساری دنیا کے لئے نہیں تھیں، ساری قوموں کے لئے نہیں تھیں لیکن جب کامل شریعت انسان کے ہاتھ میں دی گئی تو شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے کمال کو پہنچی۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (المائدۃ:۴) کا اعلان ہوا۔ یہ نہ مختص الزمان ہے، نہ مختص المکان، نہ مختص القوم ہر مکان کے لئے، سارے ملکوں کے لئے، ساری اقوام کے لئے اور ہر زمانہ کے لئے، قیامت تک کے لئے یہ شریعت ہے۔ بنی نوع انسان نے آپ کی اس رحمت کے جلوے روحانی بھی اور مادی بھی ان لوگوں کے ذریعہ دیکھنے تھے جو آپ سے فیض یافتہ ہوتے تھے یعنی امت محمدیہ کا وہ گروہ وحصہ جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کرنا تھا اسی نے آگے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض پہنچانا تھا۔ اس لئے ہمیں کہا گیا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ ایک ایسی امت تربیت پائے گی جو اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (ال عمران:۱۱۱) تمام انسانوں کی بھلائی کے لئے ہے اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ سے بھی یہ پتا لگتا ہے کہ انسان اپنی قوتوں اور استعدادوں کے لحاظ سے معراج کو پہنچ چکے اور انہیں ایک کامل اور مکمل شریعت کی ضرورت تھی اور دوسرے یہ کہ وہ کامل اور مکمل شریعت قرآن کریم کی صورت میں نازل ہو چکی اور تیسرے یہ کہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اپنے مقام کو پہچانیں گے اور قرآن کریم پر عمل کرنے والے ہوں گے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل متبعین، اس آیت کے مطابق جس میں کہا گیا تھا کہ خدا کے پیار کو حاصل کرنا ہے تو فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (ال عمران:۳۲) میری اطاعت کرو خداتعالیٰ کے پیار کو حاصل کرلو گے تو خداتعالیٰ کے پیار کے جلوے بنی نوع انسان کو دکھانے لگ جاؤ گے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے نتیجہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے مظہر بن جاؤ گے۔

اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ہر انسان کی بھلائی کی ذمہ داری امتِ مسلمہ پر ہے یعنی امتِ محمدیہ

کے اس حصہ پر جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے خدا تعالیٰ کے پیار کے جلوے حاصل کئے اور کامل اتباع کے نتیجہ میں جس طرح خدا تعالیٰ کے مظہر محمد بن گئے صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ لوگ بھی فنا فی الرسول کی حیثیت سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عکس بنے اور اپنی اپنی استعداد کے لحاظ سے اپنے دائرہ کے اندر مظہر صفات باری بن گئے۔ دائرہ چھوٹا بھی ہے بڑا بھی ہے لیکن اس سے ہمیں یہ پتا لگا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے قیامت تک امتِ مسلمہ میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو اس غرض کو پورا کرنے والے ہوں گے کہ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (ال عمران:۱۱۱) بہترین امت ہو لوگوں کی بھلائی کے لئے تمہیں قائم کیا گیا ہے اور بہترین امت بننے کے لئے قرآن کریم پر پوری طرح عمل کرنا اور قرآن کریم کے فیوض سے پورا حصہ لینا اور کامل اتباع، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کرنا اور خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنا ضروری ہے۔

امّتِ محمدیہ میں قیامت تک ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو ان بشارتوں کے وارث ہوں گے جو قرآن کریم نے امتِ محمدیہ کو دیں جس کے ساتھ شرط یہی ہے کہ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اور وہ نمونہ بنیں گے۔ اس پاک نمونہ کو ظاہر کرنے کے لئے جو کامل نمونہ اسوۂ حسنہ بنی نوع انسان کے لئے بنایا گیا صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہر صدی میں، ہر نسل میں، ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے اور پیدا ہونے چاہیئے تھے۔ اس اعلان کے بعد جن کے دل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق پیدا کیا گیا اور جنہوں نے اپنی اس محبت کے نتیجہ میں انتہائی کوشش کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کی جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کا پیار انہیں حاصل ہوا۔ جس کے نتیجہ میں وہ اپنے دائرہ میں فانی فی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنے۔ جس کی وجہ سے وہ اس بات کے اہل بن گئے کہ دنیا کو یہ بتائیں کہ یہ تھا نمونہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں پیش کیا اور جس کے نتیجہ میں بنی نوع انسان کو راہ ہدایت کے حصول کے مواقع میسر آنے لگ گئے۔ سارے قرآن کریم کو آپ پڑھیں جب یہ کہا گیا کہ امتِ محمدیہ خیر امت ہے۔ جو لوگوں کی بھلائی کے لئے، دینی اور دنیوی بھلائی کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ سارے قرآن کو آپ پڑھیں۔ ہر حکم قرآن کریم کا نوعِ انسان کی بھلائی کے لئے ہے اور کوئی حکم ایسا نہیں ہے جو مسلم

اور غیر مسلم میں فرق کرنے والا ہو۔جس طرح خدا تعالیٰ کی ربوبیت نے انسان اور غیر انسان میں اور انسانوں میں سے مسلم اور غیر مسلم میں اور مؤحد اور مشرک میں فرق نہیں کیا اور اس کی رحمانیت کے جلوے سب پر یکساں ظاہر ہوتے رہے، ہوتے ہیں، ہوتے رہیں گے۔ جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ آپ کے دل میں ایک تڑپ تھی کہ لوگوں کی بھلائی کے سامان پیدا ہوں۔ آپ کے ذہن میں یہ خیال بھی پیدا نہیں ہوا کبھی کہ لوگوں کو دکھ پہنچانے کا کوئی سامان پیدا کیا جائے۔ تاریخِ انسانی کے سارے اوراق ہر ورق کا ہر لفظ اس بات پر گواہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں کسی انسان کی دشمنی نہیں پیدا ہوئی اور اس پر قرآن کریم کی یہ آیت گواہ ہے۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء:۴) ایک گروہ ہے جو مومن نہیں منکر ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا انکار کر رہا ہے۔ جو اس تعلیم کو نہیں مانتا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے جو خدا تعالیٰ سے منہ پھیر رہا ہے۔ جو عالمین کا پیدا کرنے والا اور جس کی معرفت کے دروازے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے کھولے گئے۔ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ایمان نہ لانے والا یہ گروہ ہے لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ تڑپ ہے کہ یہ ایمان کیوں نہیں لاتے اور ان کی فکر میں تو اپنی جان ہلاک کر رہا ہے اور اوراق تاریخ میں کسی کے خلاف غصہ یا دشمنی کا کوئی ایک واقعہ درج نہیں۔

مجھے بڑا لطف آتا ہے اس مثال سے کہ جب آپ مکہ میں تھے شعب ابی طالب میں کفارِ مکہّ نے قریباً اڑہائی سال (کم سے کم زمانہ اڑھائی سال کا تاریخ نے کہا ہے) اس وقت کی امتِ مسلمہ کو (اس وقت وہی تھے ساری دنیا کے مسلمان جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد اکٹھے ہوئے تھے ان کو وہاں) بند کر دیا۔ ان کے دروازے چند درّے تھے جو اس وادی میں جانے والے تھے وہاں پہرے لگا دیئے۔ اڑھائی سال تک پوری کوشش کی کہ ان کو بھوکوں ماریں۔ خدا تعالیٰ نے یہ انتظام تو کیا کہ وہ بھوکے نہ مریں لیکن خدا تعالیٰ نے اس عظیم قوم متبعین رسول خدا کی شان ظاہر کرنے کے لئے یہ انتظام نہیں کیا کہ وہ سیر ہو جایا کریں۔ بھوک کی

انتہائی تکلیف انہوں نے برداشت کی۔ خدا نے ان کو مرنے نہیں دیا لیکن بھوک کی انتہائی تکلیف کے امتحان میں سے گزار کر ان کا امتحان لیا۔ اس قدر کہ ایک بزرگ صحابیؓ کہتے ہیں کہ ہماری یہ حالت تھی کہ رات کے اندھیرے میں ایک رات میری جوتی کسی ایسی چیز پر پڑی کہ میں نے محسوس کیا کہ یہ کوئی نرم چیز ہے۔ میں جھکا میں نے اٹھایا میں نے اسے کھالیا اور مجھے آج تک نہیں معلوم کہ وہ تھی کیا چیز جو میں نے اٹھائی اور کھالی۔ اس قدر شدید دکھ بھوکے رہنے کا اور ایذا آپ کے دشمنوں نے پہنچائی لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کی، اپنے محبوب، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے ایسے سامان پیدا کئے کہ ہجرت کے بعد جب آپ مدینہ میں تھے مکہ میں قحط پڑا اور وہی مخالف جو مسلمانوں کو بھوکا مارنے کے منصوبے بناتے تھے، انہوں نے دیکھا کہ الٰہی منصوبہ ان کو گھیرے میں لے رہا ہے اور بھوک سے مرنے کے سامان ان کے لئے پیدا ہو رہے ہیں۔ انہوں نے پیغام بھیجا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہ کیا اپنے بھائیوں کو بھوکا مارنے دو گے؟ اور جس نے اڑھائی سال تک بھوک کی تکلیف اٹھائی تھی اس نے ایک منٹ کی تاخیر نہیں کی اور پیغام سنتے ہی حکم دے دیا کہ ان کے لئے سامان بھیجنے کا انتظام کرو اور ان کے لئے غذا کے بھجوانے کا انتظام کیا۔ کچھ وقت لگا ہوگا بھجوانے میں۔ وہ تو درست ہے لیکن اسی وقت سنتے ہی آپ نے کہا کہ انتظام کیا جائے، ان کو بھوکا نہیں رہنے دیں گے۔

قرآن کریم کی تعلیم مسلمان کو کوئی ایک سبق بھی یہ نہیں دیتی کہ کسی سے دشمنی کرنی ہے، کسی کو ایذاء پہنچانی ہے، کسی کو دکھ دینا ہے، کسی کے جذبات کو ٹھیس پہنچانی ہے یا دکھ سے اُسے بچانے کی کوشش نہیں کرنی۔ شروع سے لے کر آخر تک اتنی پیاری تعلیم ہے یہ۔ اتنی عظیم اور اتنی حسین ہے یہ تعلیم كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ اس لئے میں اپنے چھوٹے بچوں، نوجوانوں، خدام اور بھائیوں کو اور بہنوں کو کہتا ہوں کہ یہ اسلامی تعلیم ہے، اپنی زندگیاں اس کے مطابق بناؤ۔ ساری دنیا سمجھے کہ وہ تمہاری دشمن ہے لیکن تم کبھی یہ نہ سمجھو کہ کوئی ایک انسان بھی ایسا ہے جس کے تم دشمن ہو۔ تم کسی کے دشمن نہیں ہو۔ تم ہر ایک کے خیر خواہ ہو۔ تم ان کے دکھوں کو دور کرنے والے ہو۔ قربانیاں دے کر (مالی، وقتی) اور اگر تمہارے پاس کچھ

بھی نہ ہو نہ مال نہ دولت تب بھی جو سب سے بڑا ہے۔ ہر دو جہاں کا خالق و مالک اس کے حضور جھک کر دعائیں کر کے ان کے دکھوں کو دور کرنے والے بنو۔ جو لوگ خدا سے دور جا رہے ہیں دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں ان کے اوپر کھلیں اور وہ جو اندھیروں میں بسنے والے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے نور کے اندر آ جائیں اور جو مردہ ہیں وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل زندہ ہو جائیں اور اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے تم بھی خدا سے کہو کہ اے خدا! جو روحانی مردے ہیں ان کو زندہ کر۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ عرب کی حالت ایک مردہ قوم کی سی تھی، وہ زندہ ہوگئی اور کس شان کی زندگی۔ زندگی کے ایسے آثار کہ دنیا میں کسی قوم میں زندگی کے وہ آثار نہیں دیکھے گئے۔ یہ سب اندھیری راتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متضرعانہ دعاؤں کا کرشمہ تھا تو یہ نہ سمجھو تم کہ ہم غریب ہیں، دولت خرچ کر کے انسان کے دکھوں کو کیسے دور کریں۔ ہم تھوڑے ہیں۔ ہم خدمت کر کے لوگوں کی تکلیفوں کو کیسے دور کریں۔ اللہ کا دَر ایک ایسا دَر ہے جو تمہارے لئے کھلا ہے۔ ایک ایسا دَر ہے جس کے کُھلے ہونے کی علامتیں تم اپنی زندگی میں دیکھتے ہو اور محسوس کرتے ہو اور مشاہدہ کرتے ہو۔ اس در پر حاضری دو۔ اس واحد و یگانہ کے حضور جھکو۔ اللہ تعالیٰ سے یہ کہو کہ اے خدا! تو ربّ العالمین۔ تُو نے اعلان کیا رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ تو نے اپنے پیارے کو بھیجا جس کے حق میں تو نے اعلان کیا۔ رحمۃ للعالمین ہے وہ۔ تو نے ہمیں اس کی امت بنایا۔ تو نے کہا كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ہمارے اوپر یہ لیبل لگا دیا۔ ہم کمزور، ہم غریب، ہم دنیا کے دھتکارے ہوئے ہیں۔ ہمیں اپنے دروازے سے مت دھتکار اور ہماری دعاؤں کو سن اور نوعِ انسانی کو توفیق دے کہ وہ اپنے محسن کو پہچانے اور اس کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے اور اس دنیا کے دکھوں سے نجات حاصل کرے۔ اس دنیا کی جنتیں ان کے لئے پیدا ہوں اور مرنے کے بعد کی جنتیں ان کے نصیب میں ہوں اور ہمارے نصیب میں بھی ہوں۔ خدا کرے۔ آمین

(روزنامہ الفضل ربوہ ۵؍جولائی ۱۹۷۹ء صفحہ ۳ تا ۵)